Registered

L. No 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۱) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے - ۳ اگست سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۲۴)

گلدستہ اخبار

ہردوار ۲۷ جولائی تین دن کا عرصہ منقضی ہوتا ہے - کہ آر. پی. مشن کمپونڈ میں ایک شیر بمعہ شیرنی اور دو بچوں کے آگیا ہے اور وہ تمام رات مایاپور کی بستی اور ساکنان مشن کمپونڈ کو حیران کرتے رہے - اور ابھی تک شیر برابر آتا ہے - اگر چند روز یہی کیفیت رہی تو ضرور جان کے نقصان کا احتمال قوی ہے - (۲) یہاں پر اس قدر چوروں کا زور ہے - کہ شاید ہی کسی اور مقام میں ہو سکتے ہیں کہ ایک سو چوروں کا ایک گروہ یہاں وارد ہے - کئی جگہ بھاری بھاری چوریاں اور کئی مقاموں میں سر پھٹول بھی ہو چکی ہے - آر. پی. مشن کمپونڈ (مایاپور کی بستی) میں خاص انکی نظر عنایت ہے - چور بھی اور شیر بھی آدمی کس کس موذی سے اپنا پیچھا چھڑائے عجب حیرانی ہے چوروں اور کئی قسم کے جنگلی درندوں کی آمد و رفت کم ہونے میں نہیں آتی عموماً تمام رات جاگتے ہی بسر ہوتی ہے چوروں کے بارے میں پولیس کی تمام کوششیں بیکار معلوم ہوتی ہیں کیونکہ پہاڑ اور جنگل کا معاملہ ہے (۳) ہردوار مشن کے کام کے لئے بڑا وسیع میدان ہے - یہاں پر ہندوستان کے چاروں طرف سے ہزار ہا لوگ آتے ہیں اور انکو حتی المقدور انجیل کی بشارت دی جاتی ہے - یہاں کے برہمن بڑے سرکش لڑاکے اور فطرتی ہیں آریہ سماج والوں نے پہلے حسب عادت بڑا سر اٹھا رکھا تھا گر اب کئی بار کے بحث مباحثہ کے بعد ڈھیلے سے پڑگئے ہیں اور فسادی کے وقت فضول اور بیہودہ بکواس نہیں کر سکتے - لالہ اچھرو رام صاحب کے لدھیانہ میں بطور ڈسٹرکٹ جج ہیں

آنے پر بھائی گلاب سنگھ صاحب بطور جج ماتحت راولپنڈی میں تعینات کئے جاوینگے - لالہ کنہیا لعل صاحب تحصیلدار راولپنڈی میں قائم مقام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مقرر ہوئے جب لالہ ارپان ناتھ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس آنے پر انبالہ میں تعینات کئے جاوینگے - تب مسٹر اے سٹیفنس صاحب بجائے پیر قمر دین صاحب جو رخصت پر جاتے ہیں امرتسر کو تبدیل کئے جاوینگے - ڈپٹی کمشنر صاحب کے ہوشیارپور واپس آنے پر منشی نیاز الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لدھیانہ کو تبدیل کئے جاوینگے - میاں عبد الحمید صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر شاہ پور کو دو ماہ کی رعایتی رخصت ۵ اگست سنہ ۱۹۰۶ء سے عطا ہوئی اور اخوند عبد الشکور خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ملتان انکو کام سے سبکدوش کرینگے - لالہ دیوی دیال صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جو بعد رخصت پر ہیں سیالکوٹ میں تعینات کئے گئے - نارتھ ویسٹرن ریلوے پر آجکل سٹرائیک جاری ہے مسافران کو سخت تکلیف ہوتی ہے بد نظمی سخت ہے - دیسیوں کے بجائے یورپین اور یوریشین بہت تمام کام کر رہے ہیں - شملہ کی فنون شریفہ کی نمائش کا افتتاح ۱۳ اگست کو ہوگا اور اختتام ۲۵ کو - کہتے ہیں کہ ایسٹ انڈین ریلوے پنجاب میل کے ساتھ بہت جلد وہ گاڑیاں بھی چلانے والی ہے جسمیں مسافران کے خوراک کا سامان تیار رہا کریگا - اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ گاڑی بہت کم سٹیشنوں پر ٹھہرا کریگی ہفتہ مختتمہ ۱۱ جولائی میں کل ہندوستان کے درمیان طاعون پلیگ ۷۹۰ ہوئیں جنمیں سے ۲۰۰ بمبئی احاطہ میں ۵۹ ریاست میسور میں ۳۰۳ پنجاب میں ۱۴۰ صوبجات متحدہ میں ۱۴ بنگال میں ۱۴۸۰ اموات وارد ہوئیں مگر یہ تعداد شدہ

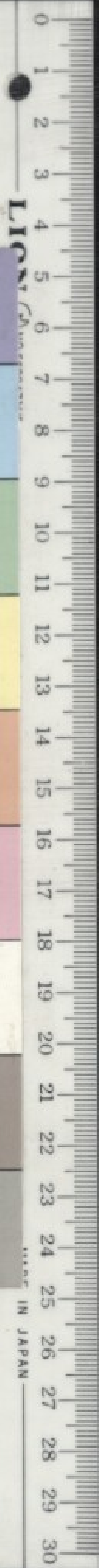
یوم کی ہے ارادہ ہے کہ بمقام دیہور دریائے ستلج کے اوپر ایک معلق پل بنایا جائے - یہ پل کالکا اور ضلع انبالہ براہ نالاگڑھ سے سوکیت اور منڈی تک کو ہوگا - اس سے شملہ اور بلوچی کلو کے درمیان کا فاصلہ بہت تھوڑا رہ جائیگا - تجویز ہے کہ ۱۰ اگست کو انڈین ایکسائز ایکٹ (ایکٹ آبکاری) کی ترمیم کے لئے ایک بل پیش کیا جائے جسمیں منشی ادویات کی وسیع تعریف درج ہو دیگر علاقہ جات کی طرح پنجاب میں بھی کوکین کے استعمال کا نفوذ زیادہ ہوتا جاتا ہے - شملہ میں ابھی کئی جگہ زمین بہ گئی ہے مگر نقصان کم ہوا - ۱۰ اگست کو شملہ میں کمیٹی واضعان قوانین کی پہلی میٹنگ قائم ہوگی - کالکا شملہ ریلوے لائن پر شوگی اور شملہ سٹیشنوں کے درمیان ریلوے سڑک بہ گئی - آمد و رفت رک گئی مگر امید ہے کہ جلد جاری ہو جاویگی - ہفتہ مختتمہ ۱۴ جولائی کو قحط زدگان کی فہرست ہے ...۴۰،۳ آدمی کم ہو گئے - انمیں سے ۲۷ ہزار آدمی احاطہ بمبئی کے تھے - صوبجات متحدہ کے امداد قحط زدگان کی فہرست میں سے ۱۵ ہزار گھٹ گئے - ہفتہ مختتمہ ۲۶ جولائی میں برما - اوڑیسہ - سرکار - صوبجات متوسط گجرات اور جزیرہ نما ہند کے نصف مغربی حصہ میں بارش کثرت کے ساتھ ہوئی - اینگلو ایریبک ہائی سکول دہلی کے انتظامیہ کمیٹی کے شمس العلماء مولوی محمد نذیر احمد صاحب کی جگہ خان بہادر مولوی [illegible] صاحب آنریری مجسٹریٹ صاحب ممبر کمیٹی ہذا مقرر ہوئے ہیں - ایسٹ انڈیا ریلوے لائن پر آگرہ سے کالکا تک جو سٹرائیک ہوا ہے انکی شکایتیں یہ ہیں کہ ہماری تنخواہیں کم ہیں - رخصتوں کے قوانین نامناسب ہیں - علاوہ اسکے وہ کہتے ہیں کہ ہماری ریلوے وردیاں دیسی ہی ہونی چاہئیں جیسی کہ یورپین ریلوے افسروں کی ہیں - اور کہ ہم کو نیٹو کے الفاظ سے

ایڈیٹوریل نوٹس

حضرت عیسیٰ کن معنوں میں خدا ہیں۔ اس عنوان سے ہمارے لائق ایڈیٹر پرکاش نے یوحنا ۱۰: ۳۰ سے ۳۶ تک کا حوالہ دیکر یہہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ جس معنے میں وہ لوگ "جنکے پاس خدا کا کلام آیا" خدا یا دیوتا کہلائے ہیں اسی معنی میں مسیح بھی خدا یا خدا کا بیٹا کہلایا ہے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے معزز ایڈیٹر نے اس آیت پر کچھ غور نہیں کیا ورنہ ایسی غلطی نہ کرتے۔ خیر انکی خاطر ہم اس آیت کے ضمن میں اختصاراً ذیل کی باتیں پیش کرتے ہیں (۱) یہاں لفظ "مقدس کیا" جو مقابل میں لفظ "الہٰ" کے ہے لغت تو یہہ یا ابہام دار ہے اور معنی بعبکا مراد ہونا سباق و سیاق کے قرینہ کے اعتماد پر ہے۔ چنانچہ جو الفاظ اور خیال مسیح کا اس جواب سے پہلے تھا وہی مابعد میں ہے چنانچہ مرقوم ہے "میں اور باپ ایک ہیں" (۳۰ آیت)۔ "تاکہ تم جانو اور سمجھو کہ باپ مجھ میں ہے اور میں باپ میں" (۳۸ آیت) اور اسیطرح یہودیوں کا خیال بھی ماقبل و مابعد ایک ہی ہے۔ "تو آدمی ہوکر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے" (۳۳ آیت)۔ "پس انہوں نے پھر اس کے پکڑنے کی کوشش کی" (۳۹ آیت) یہاں لفظ "مقدس کیا" مساوی ہے الفاظ "خدا کا بیٹا" کے اور یہہ مساوی ہے فقرہ "باپ مجھ میں ہے اور میں باپ میں" اور یہہ مساوی ہے فقرہ "میں اور باپ ایک ہیں" کے پس مسیح اُن معنوں میں خدا نہیں جن معنوں میں وہ لوگ تھے "جن کے پاس خدا کا کلام آیا"۔ بلکہ خاص اور ذاتی معنوں میں۔ یہہ ابہام اُن قرینوں بلکہ پختہ بیانات سے بھی مثبت ہے جو کل عہد عتیق و جدید میں مسیح کے بارہمیں بالوضاحت پائے جاتے ہیں (۲) یہاں مقابلہ لفظ "الہٰ" بصیغہ جمع اور "خدا کا بیٹا" بصیغہ واحد کے درمیان ہے۔ اور یہہ مقابلہ صعودی ہے۔ اور ادنیٰ سے اعلیٰ کو عود کرتا ہی لہٰذا مسیح کی نسبت الفاظ "خدا" یا "خدا کا بیٹا" بھی ادنیٰ معنی میں مثل اور لوگوں کے مستعمل نہیں بلکہ اعلیٰ یعنی حقیقی معنے میں۔ اگر سوال کیا جائے کہ خدا نے مسیح کو کیا "مقدس (یا مخصوص) کرکے دنیا میں بھیجا"؟ اور کب مقدس یا مخصوص کیا؟ تو جواب میں ماسوائے دیگر مقامات کے دوسرا زبور کا حقہ طور پر پیش ہے۔ "میں نے تو اپنے بادشاہ کو کوہ مقدس صیہون پر بٹھلایا (مقدس یا مخصوص کیا عبرانی میں یوں ہی ہے۔ دیکھو حاشیہ اردو ریفرنس بائبل میں) ہے میں حکم کو آشکارہ کرونگا کہ خداوند نے میری حق میں فرمایا۔ تو میرا بیٹا ہے میں آج کے دن تیرا باپ ہوا......" اور ایسا ہی یہاں کی کل عبارت محولہ معترضہ سے بصراحت مستنبط ہوتا ہے۔ (۳) اگر اس سے مسیح کا انکار خدائی ہوتا تو وہ آیات ۳۷، ۳۸ کا پرزور مضمون ہرگز نہ کہتا اور نہ ہی ۳۹ آیت کے مطابق یہودی اُس کے پکڑنے کی کوشش کرتے بلکہ اس کے دوست ہو جاتے۔ اگر مسیح اُن معنوں میں خدا نہ ہوتا جن معنوں میں یہودیوں نے سمجھا تھا کہ "وہ آدمی ہوکر اپنے آپکو خدا بناتا ہے" اور جس پر انہوں نے اعتراض کیا تھا تو وہ فوراً انکار کر دیتا اور انکی غلط فہمی کی اصلاح کر دیتا جیسا کہ قیامت کے بارہمیں اس نے صدوقیوں کی غلط فہمی کی تصحیح انہیں کی کتاب ہی سے کردی تھی (متی ۲۲: ۲۹ وغیرہ) (۴) اور یہہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ لفظ "الہٰ" عبرانی میں الوہیم قاضیوں اور بادشاہوں کے لئے بھی استعارۃً مستعمل ہوا ہے خواہ وہ بھلے ہوں خواہ برے۔ عادل ہوں یا بے انصاف (دیکھو ۸۲ زبور ۱ مقابلہ کرو ۱۱۹ زبور ۴۶ نیز دیکھو خروج ۲۲: ۸) یہاں استعارۃً قاضیوں اور بادشاہوں کی حکومت اور اختیار کیطرف اشارہ کرتا ہے۔ انکی اخلاقی خوبی کا کوئی اشارہ یا خصوصیت نہیں ہے۔ لیکن مسیح محض ان معنوں میں ہرگز ہرگز خدا یا خدا کا بیٹا نہ تھا۔ کلام کے سیاق و سباق اور عام تعلیم سے یہہ خیال بالکل منافی ہے لہٰذا باطل ہے۔

جاپان اور اسلام۔ ہم کسی گذشتہ پرچہ میں خبر دے چکے ہیں کہ جاپان میں ایک مذہبی کانفرنس منعقد ہونے والی ہے اور گذشتہ ہفتہ کے اخبار میں یہہ بے پر کی خبر اسلام کی طرف سے شائع ہو چکی ہے کہ اسلامی اخبارات اس بے بنیاد اور لغو خبر پر فخریہ بغلیں بجاتے ہیں کہ شہنشاہ جاپان نے اسلام قبول کرلیا ہے یا کم از کم اسکی مذہبی کانفرنس کا رجحان قبولیت اسلام کیطرف ہے۔ یہہ خبر دراصل بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اس کے متعلق اصل حالات ہم پرکاش سے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"بجائے اس کے کہ اس خبر کی تردید اپنے الفاظ میں کیجائے ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار کی تحریر ناظرین کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ بقول مارننگ پوسٹ لنڈن اس خبر کی کوئی اصلیت نہیں۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ برلن کے اخبارات نے یہہ خبر مشہور کی ہے جس کے معقول وجوہ نہیں معلوم ہوتے میکاڈو جاپان ایک عالی دماغ اور بے تعصب شخص ہیں۔ وہ صرف جاپان کے مروجہ مذہب کی خوبیوں سے واقف ہونا نہیں چاہتے بلکہ تمام جہان کے مذاہب سے۔ وہ اسلام کی خوبیوں سے واقف ہیں اور اسکی بابت مزید تحقیقات کرنا چاہتے ہیں مگر یہہ خیال کہ وہ رعایائے مذہب شنٹو کے خلاف دوسرا مذہب اختیار کرینگے بالکل غلط خیال ہے۔ ایسی کارروائی سے پولٹیکل پیچیدگیاں پیدا ہونگی۔ برلن میں زیادہ تر خیال اسلام کی جانب رجحان کا یہہ پیدا ہوا کہ جس طرح سے پچھلے زمانہ میں مسلمان سپاہی جنگ میں جان دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ جنگ میں جان دینے سے دوسری زندگی میں اچھا انعام ملیگا۔ اسی طرح سے جاپانی اپنی جان دینے میں مستعد نظر آتے ہیں۔ مگر مارننگ پوسٹ کا خیال ہے کہ معیار ہر دونوں کا بدلا ہوا ہے۔ مسلمان سپاہی بہشت کی امید میں جان دینے سے دریغ نہیں کرتا ہی جاپانی سپاہی کو پشتہا پشت سے سکھا دیا گیا ہے کہ بے کار مرنا یا بے خوف مرنا مثل کتے کی موت کے ہے۔ جاپانی مذہب سکھاتا ہے کہ کیونکر زندہ رہے اور اسلام سکھلاتا ہے کہ مرے۔ پس جدید مذہب کی ضرورت



"سلف سپورٹ اور آزاد" - یہہ دو الفاظ آجکل بھی کلیساؤں میں اکثر مروج ہیں اور بالکل غلط معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں جن سے عیسائی اور غیر عیسائی پبلک کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہو سکتا ہے۔ اِس لئے لازم آیا کہ ان الفاظ کی قدرے اصطلاحی تشریح کردیجائے۔ یہہ دونوں الفاظ خصوصاً روپیہ پیسے کے معاملات میں مستعمل ہوتے ہیں اور دراصل اسوقت استعمال کئے جانے چاہئیں جبکہ کوئی شخص اپنی معاش کی کوئی اور صورت نکال کر مفت میں انجیل کی بشارت دے۔ مثلاً یا تو اس شخص کے پاس کوئی جائیداد ہو یا سوداگری یا کھیتی باڑی کرتا ہو یا کسی قسم کی دستکاری جانتا ہو یا واعظ کی حیثیت سے ملازمت نہ کرتا ہو بلکہ مدرسہ یا کسی اور صیغہ میں ملازم ہو اور انہیں سے اپنی روزی کماتا ہو اور مفت میں انجیل کا وعظ کرتا ہو۔ مثلاً نارووال ضلع سیالکوٹ میں میاں ٹکو شاہ صاحب ہیں جو بلا تنخواہ لینے کے مشن کا کام اپنی حسب فرصت ولیاقت کرتے ہیں بلکہ گرہ سے بھی کچھ خرچ کرتے ہیں۔ سو وہ شخص بھی آزاد یا سلف سپورٹ نہیں کہا جا سکتا جو کسی نہ کسی پرائیویٹ شخص یا چند اشخاص سے بلا کسی قسم کی قانونی پابندی کے علی الحساب معاش پائے اور کام کا ذمہ دار نہو یعنی شخص یا اشخاص اس کے کام سے کسی قسم کا سروکار نہ رکھیں اس صورت میں وہ اشخاص جو بطور چندہ ایسے واعظ کو متواتر ماہانہ دیتے ہیں تو وہ اس واعظ کی روزی کے بلاواسطہ متکفل اور ذمہ دار ہوتے ہیں اگر اس دستور پر مداومت کریں اور مناد کا ان سے برابر معاش لیتے رہنا ایک قانونی اور دستور ٹھہر جائیگا۔ ہر دو فریق کے دل میں خیال باز پرسی اور ذمہ داری کا علی الترتیب پیدا ہو جائے گا۔ ذمہ داری اور استحقاق کا سلسلہ بندھ جائیگا اور یہہ طریقہ ملازمت کی صورت پکڑ لیگا۔ پس ایسا مناد یا واعظ سلف سپورٹ یا آزاد نہیں ہو سکتا۔ اگر یہی سلسلہ ایک جماعت سے دوسری جماعت میں ایک معین یا غیر معین وقت کے بعد منتقل ہوا جماعت میں خواہ دو یا زیادہ شخص مشتمل ہوں، اور برابر جاری رہے تو یہہ مخدوم و خادم۔ حاکم و محکوم کا تسلسل ہو جائیگا۔ اور اگر اس صورت میں کوئی واعظ اپنے آپکو سلف سپورٹ یا آزاد باور کرے یا کہے یا لکھے تو بالکل خلاف واقعہ اور نادرست ہوگا۔ اگر کوئی ایسا شخص کسی مشن یا جماعت سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ جگہ جگہ ادا پھرتا اور منادی کرتا اور اس کے عوض میں اشیاء پوشیدنی و خوردنی و دیگر اشیاء حاصل کرتا ہے۔ یا اپنی زبان حال و قال سے اپنی اور اپنے بال بچوں کی امداد کا ملتجی ہوتا ہے تو ایسا شخص نہ تو ملازم ہے اور نہ ہی سلف سپورٹ و آزاد بلکہ انجیل کے بیان کے مطابق "مزدور" ہے اور مزدوری مزدور کا حق ہے لہٰذا وہ اس حالت میں بھی آزاد یا سلف سپورٹ نہیں ہو سکتا دوسری نظر سے وہ مہذب اور شائستہ طریقہ میں گداگر ہے اس کو کسی قسم کا فخر آزادگی کا کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسکی نیت ہمیشہ اسباب معاش کی تحصیل ہی ہوگی۔ اس کو اپنی اور اپنے بچوں کی پرورش کا خیال بالضرور اور ہمیشہ گدگداتا رہیگا۔ اور اس لئے وہ ضرور منادی کو کے معاش حاصل کریگا۔ پس اس صورت میں وہ شخص خود غرض اور عوض معاوضہ کا متوقع ہوگا۔ جسپر نہ تو ملازمت یا سلف سپورٹ یا آزاد اور نہ مزدور کا لقب عاید ہو سکیگا بلکہ کسی معیوب و مطعون لقب کا مستحق ہوگا۔ اس کے کام کی بنیاد اور معیاد اسی وقت اور حالت میں قائم رہ سکتی ہے جبتک کہ وہ اشخاص چندہ دیتے رہینگے یا مزدور کو مزدوری پہنچتی رہیگی۔ اس کے کام کا کوئی عمدہ اور تسلی بخش نتیجہ ہرگز برآمد نہیں ہوگا۔ کیونکہ نیت میں فرق ہے۔ اس کے کام کی بنیاد ریت پر ہے اور اس بنیاد پر گھاس پھوس کا ردا رکھا گیا ہے۔ ایسے اشخاص نہ تو ملازم یا مزدور یا سلف سپورٹ یا آزاد نہیں بلکہ وہ "دینداری کو نفع حاصل کرنے ہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں"۔ ہاں ایک فایدہ تو ضرور ہے اور اس کا تجربہ بھی بار بار ہو چکا ہے کہ اس طرح سے آمدنی بہ نسبت ملازمت کے اور بالمقابل اپنی لیاقت کے بالعموم زیادہ ہوتی ہے۔ زیادہ آسائش و فارغ البالی سے گذر ہونے لگ پڑتی ہے۔ پبلک میں عزت بڑھ جاتی ہے۔ ہر سمت سے تحسین و آفرین کے نعرے لگتے ہیں۔ عیسائی پبلک کو ایسے اشخاص سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ کیونکہ کلیساؤں میں بعض ایسے اشخاص موجود ہیں ہر ایک سلف سپورٹ اور آزاد کی تحقیق و آزمائش کرلینی چاہئے۔ ایسے سلف سپورٹ کلیساؤں کے لئے خطرناک ہیں۔

علماء جاپان کی رائیں مسیحت پر

کاونٹ اوکوما (ایکس پرائم منسٹر۔ لیڈر آف پروگریسو پارٹی۔ اس کی مائیں سلطنت اور رعایا کی نظروں میں بڑی وقعت رکھتی ہیں اور وہ مغربی خیالات کا پھیلانے والا ہے۔ انکی رائے مسیحت پر یوں ہے "اپنے سلوک کے اختتام پر اہل امریکہ نے ۱۸۵۹ء میں تھوڑے سے مشنری ہمارے پاس بھیجے۔ لیکن چونکہ مسیحی مذہب کا پھیلنا مسدود تھا انہوں نے دانائی سے اپنے آپکو تعلیم کی اشاعت کی طرف رجوع کیا اور ان کے ماتحت شہر جو کی کی تحریک کے متعلق بہت سے سرکردہ اشخاص انگریزی سیکھ گئے اور مغربی خیالات سے واقفیت پیدا کرلی۔ میں ان میں سے ایک ہوں۔ جبکہ ٹوکیو امپیریل یونیورسٹی کی بنیاد ۱۸۶۹ء میں مرحوم ڈاکٹر وربیک صاحب نے ڈالی اور انتظام جدید میں وہ محکمہ سررشتہ تعلیم کا مشیر مقرر ہوا اور ۱۸۷۱ء میں امریکہ اور یورپ سے جو تعلیمی مشن جاری ہوئی وہ بھی ڈاکٹر وربیک صاحب کی تحریک کا نتیجہ تھا"۔

بیرن شبسوا۔ محکمہ مال۔ اول نیشنل بنک جاپان کا پریزیڈنٹ "میں امریکہ کے وائی ایم سی اے کی کارروائی کو دیکھکر نہایت متعجب تھا۔ اور میرے دل میں اس کی قدر جاگزین ہوگئی تھی نہ صرف بلحاظ دین بلکہ قوم کی مجلسی خیر خواہی کی حیثیت سے۔ میں نہایت شوق سے متوقع ہوں کہ یہہ ایسوسی

ایشن جاپان میں ترقی پیدا کریگی۔ اور بہت سے نوجوانوں کی ضروری احتیاجوں کو رفع کرینگی"

"آنریبل ٹائیزر موبوشی محکمہ اپیل کے امپیریل کورٹ کا سابق چیف جسٹس۔ پرشیا کی اقبالمندی کا چشمہ یا مسیح دین مسیحی ہے۔ اس خیال کی بابت جو مسیحی ممالک میں شہنشاہ اور رعایا کے درمیان ہے میں کچھ نہیں جانتا مگر جو بات جاپانی کو شرمندہ کرتی ہے وہ یہہ ہے کہ مسیحیت کو نمک حلالی کم کرنیکا جو اتہام لگایا جاتا ہے وہ سراسر غلطی پر مبنی ہے قبل ازیں کہ میں مغرب کے ممالک میں گیا میرا خیال یہہ تھا کہ مذہب کمزور مردوں اور عورتوں کا تنگ خیال ہے مگر یورپ میں حقایق کو دیکھکر مجھے معلوم ہوگیا کہ حالت بالکل دیگر گوں ہے۔ میں نے خیال کیا کہ ضروری ہے کہ میں مشہور علماء اور نکتہ سنج لوگوں سے اس رائے کی بابت دریافت کروں۔ پس میں نے سب سے اول مذہب کے معاملہ میں ڈاکٹر نیسٹ سے دریافت کیا۔ انہوں نے جواباً کہا کہ دین عیسوی کی بنیاد جو بطور مذہب سلاتفہ ہے بے جنبش ہے"

گذشتہ سال بمبئی کی تعلیمی حالت۔ احاطہ بمبئی کی مردم شماری میں مردوں کا شمارہ ۱۳۱۰۴۹۵۵ ہے اور مستورات کا ۱۲۳۷۷۴۰۰۔ مدرسہ جانے والے مردوں کی تعداد ۵۶۶۴۲۲ ہے یا ۱۰ء۸ فیصدی۔ اور مستورات کی تعداد ۹۹۷۸۵ یا ۳ء۵ فیصدی۔ کل خرچ ۹۳۴۳۲۸۱ روپیہ۔ کل احاطہ بمبئی میں ۱۰ آرٹس کالج ہیں جنکا خرچ ۲۹۱۹۴۴ روپیہ تھا۔ گذشتہ امتحانات میں ایم اے کے ۴۹ امیدواروں میں سے ۲۵ کامیاب ہوئے۔ ۴۲۴ بی اے میں داخل ہوئے تھے مگر ۲۷۲ پاس ہوئے۔ بیچلر آف سائینس کے ۷ امیدواروں میں سے ۲ پاس ہوئے ایل ایل بی میں ۱۸۱ داخل ۱۲۲ کامیاب ہوئے۔ ایل ایم اور ایس کے امتحان میں ۱۳۰ داخل اور ۴۹ پاس ہوئے ایل سی ای کے امتحان میں ۵۰ داخل اور ۳۰ پاس ہوئے کل ۱۱۲ ہائی سکول ہیں جنمیں ۱۳۹۹ لڑکے تعلیم پاتے ہیں لڑکوں کے ۹۹۶ پرائمری مدرسوں میں ۴۷۵۴۹ لڑکے پڑھتے ہیں اور لڑکیوں کے ۹۲۳ پرائمری مدرسوں میں ۳۳۰۰۵ لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں تین ٹریننگ کالجوں میں ۵۰ طلباء زیر تعلیم ہیں ۲۰۷۶ استادوں میں سے ۴۹۲ ٹریننگ کالج کے تعلیم یافتہ ہیں۔

مراسلات

ہندوستانی عیسائی اور پولیٹکل معاملات

(از جے منی لال چندر رائے۔ آف دی پیسہ اخبار")

۹ ماہ جون کے "پنجابی" میں ایک گمنام مضمون نگار صاحب نے "ہندوستان اور عیسائی" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ گو یہہ مضمون میرے نزدیک کوئی بڑی وقعت نہیں رکھتا۔ لیکن چونکہ اس سے بہت سی غلط فہمیاں پھیلنے اور ان بدگمانیوں کے تقویت پکڑنے کا سخت احتمال ہے جو ہندوستانی عیسائیوں کی نسبت عوام الناس میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس لئے میں اس پر خامہ فرسائی کرنے کی جرات کرتا ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ "پنجابی" کے مضمون نگار صاحب آجتک کیوں خاموش بیٹھے رہے اور اس سے پیشتر کیوں انہوں نے عیسائیوں کو سیاسی معاملات میں شریک ہونیکی دعوت نہیں دی! اگر میری رائے غلطی نکرتی ہو۔ تو کہا جاسکتا ہے۔ کہ مضمون نگار صاحب بعض خاص اغراض سے تحریک پذیر ہوئے ہیں۔ ورنہ عیسائیوں کو "غدار ملک" اور "بدخواہ قوم" قرار دینے میں تامل ہوتا۔ انہوں نے چند سوالات بھی کئے ہیں۔ جنکے مختصر جوابات دیکر غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

کوئی پادری صاحب ہندوستانی عیسائیوں کو اپنے اہل ملک کو اپنا بدخواہ اور دشمن سمجھنے کی نصیحت نہیں کرتے بلکہ وہ ہندوستانی عیسائیوں کو سچے ہندوستانی اور محب وطن بننے کی ہدایت کرتے اور اپنے نیک نمونہ سے سکھاتے ہیں جیسا کہ گذشتہ سال بنارس کی استقبالی کمیٹی دکانگرس کے ممبر پادری ڈیوس صاحب تھے۔ جنہوں نے اپنے لیکچر میں بھی اور پادری لوگوں کو ہندوستانیوں کی پولیٹکل تحریکوں میں دلچسپی لینے اور سرگرمی ظاہر کرنیکی صلاح دی تھی۔ انگلستان کے شاید چند ایسے پادری ہوں گے جو ہندوستانی عیسائیوں کو پولیٹیکل معاملات میں دلچسپی نہ لینے کی ہدایت کرتے ہوں۔ ورنہ باقی سب پادری یہہ چاہتے ہیں کہ ہندوستانی عیسائی سب سے عمدہ اور سچے ہندوستانی بنیں۔ علاوہ ازیں کسی آدمی سے دشمنی کرنا یا متنفر رکھنا عیسائی مذہب کی بنیادی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ بلکہ یہ غدار رسول تو یہہ کہتا ہے۔ "جو آدمی اپنے بھائی سے نفرت کرتا ہے وہ خونی ہے اور تم جانتے ہو کہ خونی آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔"

عیسائی مذہب قبول کر لینے سے کوئی آدمی یورپین یا امریکن نہیں بنجاتا۔ بلکہ وہ ہر حالت میں ہندوستانی رہتا ہے یورپ اور امریکہ والے اس ملک کے عیسائیوں کو ہندوستانی سمجھتے ہیں اور ہم اپنی طرز معاشرت اور دیگر باتوں سے خود کو ہندوستانی ظاہر کرتے اور سمجھتے ہیں اسمیں شک نہیں کہ "سیاہ بھیڑیں" ہر کمیونٹی میں ہر جگہ پائی جاتی ہیں میں انکا ذکر نہیں کرتا۔ ہندو اور مسلمان ایسے بہت سے ہیں۔ جنہوں نے یورپین طرز معاشرت اختیار کرنے پر کفایت نکی بلکہ انگلش لیڈیوں سے شادیاں کرلی ہیں اور اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں سے الگ شہر و سوسائٹی سے دور رہتے ہیں۔

عیسائی مذہب اختیار کر لینے سے کوئی ہندوستانی حکمرانوں کی برابر نہیں بن جاتا۔ بلکہ وہ جیسا پہلے ہوتا ہے

ویسا ہی جداگانہ رہتا ہے۔ اگر مضمون نگار صاحب ذرا غور سے کام لیتے۔ اور آنکھیں کھولکر چاروں طرف دیکھ لیتے تو اس قسم کا خیال قائم کرنے میں پس و پیش کرتے۔ کوئی ہندوستانی عیسائی اس بات کو پسند نہیں کریگا۔ کہ وہ خود کو حکمران قوم کا فرد سمجھے۔ وجہ کیا؟ کیوں ایسا خیال کیا جائے؟ ہماری نسل (ہندو نسل) اور ہماری قوم قدیم الایام سے اپنی اعلےٰ شائستگی اور علم ادب اور نظام فلسفہ وغیرہ کے واسطے مشہور چلی آئی ہے۔ مجھے اس بات کا ناز ہے کہ میں ہندو نسل سے ہوں۔ ہم خود کو ایسی قوموں کے ممبروں میں بھی شمار نہیں کرینگے جنکے آبا و اجداد چند صدیاں قبل جنگلوں اور غاروں میں رہتے تھے۔ جو بناپتی اور ڈھڈی بوٹیوں سے شکم پری کا کام لیتے تھے۔ حالانکہ اس زمانہ میں ہندوستان کے عروج و تہذیب کا آفتاب عین نصف النہار پر چمک رہا تھا۔ البتہ اسوقت مغرب کی قوموں کا ستارۂ اقبال اوج پر ہے۔ لیکن یہ نو دولت اور نو ترقی یافتہ (Upstart) مغربی قومیں اپنے ماضی پر فخر نہیں کرسکتی ہیں۔ حالانکہ ہم کو اس بات کا فخر ہے کہ ہمارے مشاہیر ہمارا لٹریچر اور نظام تمدن و تہذیب قابل ناز ہے۔

اس لئے "پنجابی" کے مضمون نگار صاحب کو میں اطمینان دلاتا ہوں۔ کہ ہندوستانی عیسائی اول درجہ کے ہندوستانی اور سچے محب وطن ہیں۔ انکو اپنے ہموطنوں کی روحانی اخلاقی مالی صنعتی تعلیمی سوشل اور پولیٹیکل فلاح و بہبودی کی غائت درجہ فکر ہے۔ گویا ہمارا مذہبی عقیدہ عیسویت ہے مگر ہم سچے ہندوستانی ہیں۔ اور ہمکو کمال فخر ہے۔ کہ ہم خود کو ہندوستانیوں کے ہندوستانی سمجھتے ہیں۔ قاعدہ کلیہ میں مستثنیات ہوتے ہیں۔ اس کے مطابق بعض ایسے کوتاہ اندیش اور تنگ نظر لوگ بھی ہیں جنہوں نے "یوریشین" کا مکروہ نام اختیار کرلیا ہے۔

مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں ایسا ممکن تھا۔ کہ ایک آدمی اسلام اختیار کرکے حکمرانوں کے زمرہ میں داخل ہوجاتا تھا۔ اور اس کا درجہ و رتبہ محکوم قوم سے بالاتر سمجھا جاتا تھا۔ لیکن یورپ کی عیسائی سلطنتوں کے زیر حکومت یہہ ممکن ہے۔ کہ ایک آدمی اپنا آبائی مذہب ترک کرکے عیسائی مذہب قبول کرے۔ لیکن اس کے واسطے یہہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنی نسل اور قومیت تبدیل کرکے حکمران قوم کی برابر ہوجائے۔ اور اس کا وہی پایہ سمجھا جائے جو حکام وقت کا ہے۔ بعض وقت ایسا ہوتا ہے۔ کہ کوئی نیک دل و دیندار شریف النفس انگریز افسر کسی ہندوستانی عیسائی پر بوجہ ہم مذہب ہونے کے مہربانی کرے اور اپنے دفتر میں ملازم رکھ لے۔ مگر ایسے دیندار مسیحی افسر خال خال ہوتے ہیں۔ اگر سبھی افسر سچے مسیحی ہوتے۔ تو ہمارے ہندوستانی بھائیوں کو اس قدر شکایت نہ ہوتی اور "پنجابی" کے گمنام مضمون نگار صاحب ہندوستانی عیسائیوں کو پولیٹیکل معاملات میں شریک ہونیکی دعوت نہ دیتے۔ آگے جاکر مضمون نگار صاحب نے سوال کیا ہے۔ کہ ہندوستانی عیسائی پولیٹیکل معاملات میں کیوں دلچسپی نہیں لیتے؟ اور تسلیم کیا ہے کہ ۹۵ فیصدی عیسائی تمام تحریکوں سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ مضمون نگار صاحب کو یاد رہے کہ ۹۵ فیصدی کرسچن آبادی میں ایک حصہ لڑکے لڑکیوں کا ہے۔ جو ان معاملات کو سر دست سمجھنے کے قابل نہیں ہیں۔ دوسرا حصہ لیڈیوں کا ہے ان کے ایک حصہ کو نظام خانہ داری بچوں کی پرورش سے جو ایک نہایت ہی مشکل اور نازک اور ضروری کام ہے۔ اسقدر مہلت نہیں ملتی کہ وہ یورپ یا امریکہ کی لیڈیوں کی طرح پالیٹیکس پر بیٹھی بحث کیا کریں لیڈیوں کا ایک حصہ اپنی ہندو مسلمان بہنوں کی بہبودی کیواسطے بالواسطہ یا براہ راست وقت کا ایک حصہ صرف کرتا ہے۔ بعض فکر معاش سے بالکل مستغنی نہیں ہیں۔ سب سے بڑی وجہ تو یہہ ہے۔ کہ پالیٹیکل تحریکوں پر بحث کرنا یا ان کے لئے تندہی سے کام کرنا تضیع اوقات اور ایک قسم کا کھٹراگ ہے۔ جس کے وجوہ ابھی عرض کئے جائینگے۔ لیکن ہماری کرسچن لیڈیاں اپنے فرائض کو خوب پہچانتی ہیں۔ اور اُسے تندہی سے انجام دینے میں مصروف رہتی ہیں یعنی بچوں کی تعلیم و تربیت۔ یہہ وہ بچے ہیں۔ جو تھوڑے عرصہ کے بعد قوم کے افراد اور سلطنت کے شہری بنینگے۔ اس لحاظ سے ہندوستانی عیسائیوں نے اپنا سب سے بڑا فرض بجانب ملک و قوم بڑی قابل تعریف جانفشانی سے ادا کیا ہے۔ شاید ہی کوئی مسیحی عورت یا مرد ایسا ہوگا جو لکھ پڑھ نہ سکتا ہو۔ ہندوستانی عیسائیوں کی ۹۵ فیصدی آبادی کا ایک حصہ مرد ہے۔ جنہیں سے بعض دینی خدمات میں مصروف ہیں یہہ لوگ دنیوی جھمیلوں میں قدرتاً گرمی ظاہر کرنے سے محترز رہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے اپنے مفروضہ فرائض انکا تمام وقت لے لیتے ہیں۔ بعض لوگ سرکاری دفتروں میں یا ریلوے دفاتر میں ملازم ہیں یہہ لوگ کسی قسم کی دلچسپی نہیں لے سکتے اور نہ ہی قیمتی وقت اس قسم کی فضولیات میں برباد کرنے سے کچھ حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ انکا روزانہ کا تجربہ انکی رہنمائی کرتا ہے۔ کہ وہ پولیٹیکل بکھیڑوں سے خود کو علیحدہ رکھیں۔ جب کبھی کوئی عیسائی کسی افسر کی مہربانی سے سرکاری یا ریلوے دفتر میں ملازم ہوجاتا ہے۔ تو اس کے ہندو مسلمان دوست اس فکر میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ جس طرح ممکن ہو۔ اس آدمی کو دفتر سے نکالکر کسی اپنے ہم مذہب کو بھرتی کرائیں۔ اس کے خلاف لغو شکائتیں اپنے افسروں سے کرتے ہیں جبتک اُسے وہاں سے نکال نہ دینگے ان کے دل کی تسلی نہیں ہوتی۔ جب حالات ایسے ہیں اور خود غرضی اور تعصب ہر جگہ اپنا سکہ جمائے بیٹھا ہو۔ تو وہاں بیچارے ہندوستانی عیسائیوں کی دال کیسے گل سکتی ہے؟ ہمارے ہندو مسلمان ہموطنوں کی تمدنی مجلسی اور مذہبی تعصبات ایسے ہیں کہ وہ ہماری ہمت کو بہت بری طرح پست کر رہے ہیں جب کوئی آدمی اپنا آبائی مذہب ترک کرکے عیسائی مذہب قبول کرلیتا ہے۔ تو ہمارے ہندو اور مسلمان بھائی اُس کے ساتھ کیسا سلوک جائز رکھتے ہیں؟ اسے ہر ایک آدمی جانتا ہے۔ کہ

سے ہر ممکن طریقہ سے ایذا پہنچائی جاتی ہے۔ اور کچھ عرصہ تک اس کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ بجائے اسکی جب کوئی نام نہاد عیسائی کسی خاص غرض سے اسلام یا آریہ مت قبول کرتا ہے۔ تو عیسائی اس کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں؟ صرف اس سے اس کے تبدیل مذہب کے بابت پوچھتے اور دوستانہ طریقہ سے فہمایش کرتے ہیں۔ اگر فی الواقع اس کے شکوک ہوں تو رفع کرکے اسکو اسکی اپنی حالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ بس اب دونوں کا مقابلہ کرکے انصاف پسند اور سمجھدار اصحاب کو فتویٰ صادر کرنا چاہئے۔ کہ آیا عیسائی لوگ زیادہ بردبار ہیں یا ہمارے ہندو مسلمان ہموطن ہمارے ہموطنوں کی یہ حرکت نازیبا بھی ہمکو پالیٹکس کے اکھاڑہ سے باہر رہنے پر مجبور کرتی ہے۔ (باقی آیندہ)

قیامت اور زندگی میں ہوں

اس کے بیٹے اٹھتے ہیں اور اُسے مبارک کہتے ہیں اور اُس کا شوہر بھی اُس کی تعریف کرتا ہے۔ امثال ۳۱:۲۸

تاریخ ۶ جولائی ۱۱½ بجے رات مسز نجم الدین زوجہ ڈاکٹر نجم الدین ہوس سرجن مشن ہسپتال ڈیرہ غازیخان نے اس جہان فانی سے کوچ کرکے اپنے آسمانی باپ کی گود میں آرام کیا اور اپنے عزیزوں کو داغ مفارقت دے گئیں ان کا گذر جانا نہ صرف اُن کے عزیزوں کے لئے ہی رنج کا باعث ہے۔ بلکہ ڈیرہ غازیخان کی ساری کلیسیا کے لئے بھی۔ مرحومہ ۱۸۶۸ء میں بمقام نارووال ایک معزز خوجہ خاندان میں پیدا ہوئیں۔ اور ۱۸۷۴ء میں بعمر ۶ سال بمعہ خاندان مسیحی کلیسیا میں شامل ہوئیں۔ ہرچند عمر میں سب سے چھوٹی تھیں پھر بھی مسیحی ایمان امید اور محبت میں کسی سے کم نہ رہیں اور ایسا عمدہ نمونہ اپنے پیچھے چھوڑ گئیں۔ جو کہ کئی سال تک اس کلیسیا میں ضرب المثل رہیگا۔

آپ کی شادی ۱۸۹۳ء میں بمقام سیالکوٹ ہوئی۔ ہرچند عمر کچھ بہت نہ تھی۔ تو بھی انتظام خانہ داری کو ایسا سنبھالا۔ کہ "اُس کا شوہر اب تک اس کی تعریف کرتا ہے"۔ کئی سال سے دریائے سندھ کا رخ اس طرف زیادہ ہو گیا۔ جس سے زمین زیادہ سیلاب اور آب و ہوا بہت خراب ہو گئی جس سے ان کی بھی صحت کو نقصان پہنچا۔ ۸ سال سے برابر بیمار رہیں۔ ہرچند اکثر اوقات بیماری نے بہت زور کیا لیکن واہ رے مسیحی استقلال اور صبر کہ آہ تک نہ کی بلکہ اُس کو بھی اپنے پیارے خداوند کا ہاتھ سمجھا۔ اور چونکہ اُن کے خاوند کی خدمات کی ڈیرہ میں زیادہ ضرورت تھی۔ اس لئے آخر دم تک اُن کے ساتھ رہیں۔ پیارے خداوند نے انکو خوب تایا اور خالص کرکے اپنے پاس لے لیا۔ خداوند کے کلام سے اُن کو خاص الفت تھی۔ اکثر تلاوت کرتی رہتیں اُن کی بائبل کسی وقت اُن سے علیحدہ نہ ہوئی۔

اول درجہ کی مسافر پرور تھیں۔ مسیحی جو اس طرف آیا کبھی اُن کی مہمان نوازی کا مزا چکھے بغیر نہ گیا۔ مسافر کی نسبت انکا ہمیشہ خیال رہتا۔ کہ خداوند مسیح خود اُن کے گھر میں آتے ہیں۔ اس لئے انکی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتیں بچوں کی تربیت کی برکت خداوند نے خاص طور پر انکو عطا کی تھی۔ جیسا کہ انکی اولاد سے عیاں ہے۔ انہوں نے خداوند کے خوف اور محبت میں انکی خاص طور پر تعلیم و تربیت کی اور آخری الفاظ جو انہوں نے سب کے سامنے کہے یہ تھے "اے بچو۔ آپس میں محبت رکھنا۔ اور خداوند یسوع مسیح کے ایمان میں قائم اور مضبوط رہنا"۔ پھر اپنے خاوند سے التجا کی۔ کہ دعا کرو۔ اور مجھے خداوند کے سپرد کرو۔ اور اپنی دوست مس سانڈرس کے ساتھ مسیحی ایمان کی نسبت گفتگو اور دعا کرتی ہوئی اس جہان سے گذر گئیں۔

ناظرین سے التماس ہے کہ وہ مرحومہ کے خاوند غم رسیدہ ماں بچوں اور باقی رشتہ داروں کے لئے دعا کریں کہ خداوند ان کو بھی تسلی اور اطمینان دے۔ اپنے بزرگ نام کی خاطر۔ آمین۔

اطلاعنامہ برائے قدیم طلباء سیمنری سہارن پور

پیارے ایڈیٹر صاحب

تسلیم۔ التماس ہے کہ مضمون زیر مرقوم کو اپنے اخبار کے کسی گوشہ میں جگہ دیکر بندہ کو ممنون و مرہون فرما دیں۔

تمام الجکل سیمنری سہارنپور کے جابجا بکھرے ہوئے اصحاب کی خدمت اقدس میں بذریعہ ان چند سطور عرض ہے کہ اس سال سے سیمنری مذکور کے متعلق المنائی ایسوسی ایشن (انجمن قدیم طلباء) کھولی گئی ہے بعض اصحاب سے بذریعہ خط و کتابت اس انجمن کے استقرار و تعیین کی نسبت رائے طلب کی گئی تھی اور انہوں نے بخوشی تمام اس کے قائم کرنے اس میں شریک ہونے اور حصہ لینے کا اظہار کیا۔ اس جلسہ کی مختصر کارروائی کی رپورٹ آپ کے ملاحظہ کے لئے پیش ہے

واقعہ ۱۲ جولائی ۱۹۱۵ء کو سیمنری کے پرانے طالب العلموں کا جلسہ دعا کے ساتھ مسٹر ویلیٹی صاحب کے مکان پر منعقد ہوا۔ ذیل کے اصحاب حاضر تھے۔ پادری این پریلاس صاحب لودیانہ۔ پادری بی۔ بی رائے صاحب سہارنپور۔ مسٹر ڈیوڈ سنگھ سہارنپور۔ یوحنا خان سہارنپور نیز ہمارے دو نوجوان جنہوں نے امسال اپنا کورس ختم کیا سردار روشن سنگھ اہلووالیہ۔ مسٹر برکت مسیح۔ مسٹر جانکی پرشاد۔ مسٹر اسٹیفان۔ مسٹر جیکب الگنڈر۔ مفصلہ ذیل عہدیدار چنے گئے۔

پریسیڈنٹ۔ پادری طالب الدین بی۔ اے لاہور۔

وائس پریسیڈنٹ۔ پادری۔ بی۔ بی رائے سہارنپور

سکرٹری۔ یوحنا خان۔ سہارنپور۔

ایسوشی ایٹ سکرٹری پادری کیدار ناتھ۔ مشن فرخ آباد

خزانچی۔ پادری نتھانی ایل پریلاس۔ لودیانہ۔

قرار پایا کہ جملہ ممبران سے کم از کم ایک آنہ چندہ سالانہ

لیا جایا کرے۔ جلسہ دعا کے ساتھ برخاست ہوا۔

(نوٹ) ایڈیٹر مخزن الہ آباد کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر ممکن ہو تو مذکورۃ الفوق سطور کو اپنے اخبار میں جگہ دیکر مرہون فرمائیں۔ والسلام

راقم

یوحنا خان سکرٹری النسائی الیوسی ایشن از سہارنپور۔

خدا محبت ہے

ہم نرمی یا ملائمت وغیرہ کسی شخص کی محبت کے ظہور کی اس صورت کو کہتے ہیں جو محبوب پر اس کے محب کی ذات کو بے ضرر اور بے نقصان ظاہر کرکے اسے سراسر فیض رسان اور ہمدرد ظاہر کر دیتی ہے۔

پس نرمی اور ملائمت ایک ایسا وصف ذاتی ہے جسکا نفع ہر ایک شخص اپنے لئے مخصوص رکھتا ہے یا جسکی منفعت میں اپنے خاص لوگوں کو شریک رکھتا ہے پس نرمی یا ملائمت وغیرہ ایسا وصف ہے جس کا استعمال ہر ایک شخصیت کے باطن میں اپنے اور اپنے قرابتیوں کے لئے ہے خاص طور سے ہوتا رہتا ہے۔

پر جس حال کہ خدا ملائم ہے تو اسکی ملائمت وغیرہ نہ صرف خدا ہی کی ذات کو لازم ہے پر اس کی ملائمت کے نفع میں کل بنی آدم شریک ہیں کیونکہ ہم سب اس کی خلقت ہیں۔ وہ کسی خاص سے ملائمت اور دوسرے سے سختی نہیں کرتا ہاں کسی بشر کے حصہ میں محض اسکی سختی نہیں ہو سکتی ہے۔ پس خدا کی نرمی ۔۔۔۔ کو دیکھ۔

ہندوستان ہمیشہ ایسے خدا کا منکر رہا جو اپنی شرافت اور حلیمی اور شفقت اور مہربانی اور ملائمت اور رحمت میں بینظیر ہے۔ ہندوستانیوں نے ایشور کو اعمال و افعال انسانی کے ڈھیر پر عدل و انصاف محض کے ہاتوں کے ساتھ ایک آرتیہ بناکر ایسا بیٹھایا کہ پھر کر پاک ذات کے دوسرے رخ کو بھی نہ دیکھا محبت اور محبت کے خواص سے اُسے ایسا خارج کیا کہ وہ خود الٰہی عرفان سے خارج ہو گئے انہوں نے صرف ایشور کو ایک سیونگ بنک کا منیجر تصور کیا اور وہ بھی جو شخص جتنا جمع کرتا ہے اتنا ہی بلا سود اسکو واپس کرتا ہے اور تعجب یہہ ہے کہ بلا محبت اور ملائمت وغیرہ صفات کے ایشور کی ہستی کا اقبال ہوتا ہے۔ اور یہہ بھی غلط ہے ہند ہمیشہ سے منکر خدا رہا ہے اور دہریت اس کا مذہب بنا رہا ہے اور آجکل جو ایشور کا اقبال ہند میں ہے وہ صرف انجیل کی قدرت سے ہوا ہے۔ پر یہہ اقبال بھی ایک بلا محبت و ملائمت ایشور کا اقبال کرنا اور نہ کرنا برابر ہے۔ اے لوگو۔ خدا کی محبت کی نرمی کو دیکھو۔ اور خدا میں محبت کو پہچانو۔ محبت ملائم ہے۔ خدا محبت ہے پس خدا ملائم ہے۔ پس خدا کی نرمی ۔۔۔۔۔ کو دیکھ۔

ا۔ خدا کی ذات میں نرمی یا ملائمت وغیرہ ہے۔

ا۔ یہہ کلام سے ثابت ہے۔

خداوند خدا رحیم اور مہربان۔ قہر میں دہیما اور لطف و وفا۔ خروج ۳۴: ۶ +

پادری۔ غلام مسیح دہرہ دون

خیر اللغات

یعنے پشتو اردو لغات۔ یا یوں کہو کہ پشتو ڈکشنری جسمیں پشتو الفاظ کے اردو میں معنے دیئے گئے ہیں۔

تصنیف قاضی خیر اللہ صاحب مسیحی واعظ انجیل نوشہرہ (سی۔ ایم۔ ایس)

عرصہ ہوا کہ یہہ کتاب بغرض ریویو میرے پاس آئی اور ابھی تک میز پر پڑی ہے۔ اور ابھی تک میں نہیں سمجھتا کہ میں اسپر کیا ریویو کروں۔ کیونکہ میں پشتو زبان سے واقف نہیں ہاں صورت الفاظ کی اصلیت اور معانی کی حقیقت میں کیا جان سکتا اور بیان کر سکتا ہوں تاہم میں قاضی صاحب کا شکر گذار ہوں۔ کہ انہوں نے مجھے بھی پانچوں سواروں میں شامل کر دیا۔ کہ ایک اعلیٰ علمی کتاب پر ریویو کرے۔ تو اب اس پر میں اس قدر ریمارک لکھ سکتا ہوں۔ کہ

اس کتاب کے طرز کریم اللغات کی سی ہے لفظوں کے تذکیر و تانیث بتاکر اردو میں ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنے اور بعض الفاظ کی جہاں ضرورت ہی تشریح بھی کی گئی ہے۔ جس سے مبتدی اچھی طرح الفاظ کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے۔

اس لغات میں پہلے قاضی صاحب کی تصویر ہے قاضی صاحب یہہ لغات لکھکر اپنی شبیہ کے اوپر لکھتے ہیں کہ مبارک ہے وہ انسان جو اوروں کی بھلائی کے لئے فکرمند رہتا ہے۔ اور دوسرے طرف کلام پاک کی آیت ہی کہ ہر ایک جو بھلائی کرتا ہے۔ بزرگی اور عزت اور سلامتی ملیگی۔ قاضی صاحب انکا مطلب سمجھتے ہوں گے۔ کیونکہ ع سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا۔ پھر ۴ صفحہ میں دیباچہ ہے۔ جس میں پشتو زبان کی نسبت کچھ تحریر فرمایا ہے۔

طرز تحریر اور ضرورت کے لحاظ سے کتاب تو قابل قدر ہے۔ تعجب ہے کہ جبتک تاہنوز پشتو کی کوئی ڈکشنری نہیں ہے۔ اور سرحدی صوبہ میں پشتو درسی کتب میں شامل ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہی کہ خیر اللغات درسی کتب میں شامل نہ کی جاوے۔ یا تو ثابت کیا جاوے کہ اسکی ضرورت نہیں یا اگر ضرورت ہی تو یہہ ثابت کیا جاوے کہ اس سے بہتر پشتو کی لغات موجود ہے۔ جب کوئی نہیں۔ تو ضرور ہے کہ اس کی قدر کی جاوے۔ جس حال کہ سرحدی صوبہ الگ ہو گیا ہے۔ اور اس میں پنجابی اور ہندوستانی عہدہ دار رکھے جاتے ہیں۔ تو انکا زبان سیکھنا بھی لازمی ہے۔ اور زبان سیکھنے کیواسطے لغات کی ضرورت ہی اور یہہ ضرورت ہمارے قاضی صاحب نے بخوبی پوری کر دی ہے۔ خصوصاً اس لحاظ سے کہ زبانداتی کے متعلق اور درسی کتب کے الفاظ

دسمیں درج ہیں۔ اس لغات نے پنجاب یونیورسٹی کی ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کردیا ہے۔ جو ہزاروں روپیہ لگاکر بھی یونیورسٹی سے پوری نہ ہوتی۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے لائق اور قدردان علم دوست ڈائرکٹر صاحب پنجاب اس طرف ضرور توجہ کرینگے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ قاضی صاحب نے یہہ کتاب لکھکر دیوان ٹھاکر سنگھ صاحب کو کیوں دی۔ بک سوسائٹی لاہور کو کیوں نہ دیدی چونکہ وہ اور علمی کتابیں بھی چھپواتے رہتے ہیں۔ اور اس کتاب کو وہ یونیورسٹی کے پیش بھی کرسکتے تھے۔ اصل میں تو یہہ مشن ہی کا حق تھا۔ کیونکہ مشن ہی میں قاضی صاحب نے یہہ تصنیف کی۔ خیر یہہ معاملہ دوسرا ہے۔

میری رائے میں پشتو زبان سیکھنے والوں کیواسطے یہہ لغات اچھی مددگار ہے۔ قیمت ۳ روپے کاغذ پر پھر باوامی پر ۴ دیوان ٹھاکر سنگھ صاحب کتب فروش نوشہرہ سے ملسکتی ہے۔

راقم۔ حافظ

"ناجائز بیویاں اور ناجائز بپتسمہ" کی تائید

نورافشان مطبوعہ ۵ ء جون اور ۲ جولائی ۱۹۱۵ء میں مسٹر یوحنا خان صاحب نے کثرت ازدواجی اور اس کے بپتسمہ کے جواز پر ایک تازہ خیال پیش کیا ہے گو اصل میں پرانی بات ہے اور اس کے ثبوت میں وہی داؤد وغیرہ کی خانگی کارروائیاں نذر کی ہیں۔ لکھتے ہیں کہ "ہماری ناقص سمجھ کے موافق اسسے (کثرت ازدواجی کو) اخلاقی یا باطنی شریعت سے کچھ بھی لگاؤ نہیں کیونکہ اخلاقی احکام میں کثرت الازدواجی کا سراغ نہیں ملتا ہے۔ ہمارے نزدیک کثرت ازدواجی سوشل یا قومی مقدمہ ہے جس کو مذہب یا اخلاق سے چندے مس نہیں"۔

مگر ہمارے نزدیک یہہ بالکل الٹی بات ہے کیونکہ۔

(۱) وہ جسکو اخلاقی شریعت کہا جاتا ہے اس کا تعلق انسانی خاندانوں اور قوموں کے ساتھ اور ان کے لئے ایک فطرتی بنیاد رکھتا ہے اور یہہ احکام کہ تو ماں باپ کی عزت کر۔ تو خون نکر۔ زنا نکر۔ چوری نکر۔ جھوٹھ نہ بول۔ لالچ نکر ہر فرد بشر اور ہر ایک قوم اور ہر سوسائیٹی ہی کی افزائش اور سلامتی اور پاکیزگی اور یگانگت کے رشتے کو قائم رکھنے کے لئے لازمی ہیں۔ اسی طرح قانون ازدواج نہ صرف ایک قوم کی بلکہ کل اقوام آدم زاد کی امان ہے۔ یعنے قوم یا سوسائیٹی ازدواج کا نتیجہ ہے اور ازدواج انکی ایجاد یا بناوٹی بات نہیں ہے۔ اس کے بغیر نہ کوئی قوم ہوتی نہ سوسائیٹی اور نہ ریاست۔ اور وہ اخلاقی احکام جو قوم کی ترقی وغیرہ کے لئے متصور ہیں بالکل بیکار ہوتے۔ لیکن وہ باتیں جو مسٹر یوحنا خان نے قومی یا سوشل مقدمے بتلائے ہیں اور جن سے بائبل بھری پڑی ہے"۔ جیسے ختنہ اور حرام و حلال اور کثرت ازدواجی اور ہیکل اور اسکی عبادت وغیرہ اور غلامی۔ اور دیگر قوموں کے کعبہ یا گنگا یہہ سب بناوٹی باتیں ہیں۔ جو کسی قوم یا قوموں نے اختیار کرلی تھیں اور جن میں سے بعض خدا نے مقرر کیں اور بعض لوگوں کی اپنی تجویزیں تھیں۔ یہہ باتیں قوم کی ہستی کے بعد آئیں اس لئے قومی یا قوم کے لئے لازمی باتیں نہیں ہیں پس چونکہ کثرت ازدواجی بعض قوموں کا بناوٹی رواج تھا تو اس کو انسانی قومیت کے ساتھ کوئی لگاؤ نہیں ہے اور بند کئے جانے کے لائق ہے۔

(۲) کثرت ازدواجی جو کسی ایک قوم یا چند قوموں کا بناوٹی رواج ہے اس ابتدائی قانون ازدواج سے تجاوز ہے جو ایک مرد اور ایک عورت کو یک تن کرکے جاری کیا گیا تھا پہلے عدن میں اور پھر کوہ ارارات پر۔ اور ایسے وقت میں جب دنیا میں انسانی آبادی کی ازحد ضرورت تھی یہہ تجاوز گناہ کے باعث ہوا تھا۔ اس سے یہہ بھی ظاہر ہے کہ ازدواج بجائے خود کوئی قومی یا سوشل یا ملکی بناوٹ کا معاملہ نہیں تھا لیکن ان کے موجود ہونے سے پہلے قائم کیا گیا تھا کیونکہ انسان کی فطرت نے اسکو لازمی ٹھہرایا تھا پس کثرت ازدواجی جو اس الہٰی قانون سے تجاوز یعنے گناہ ہے اسکو بہر صورت دور کرنا چاہئے ؛

(۳) اگر ازدواج اخلاقی امر نہیں اور اسکو اخلاق سے یا مذہب سے کچھ بھی مس نہیں تو یہہ اخلاقی حکم کیوں دیا گیا کہ "تو اپنے ماں اور باپ کی عزت کر"۔ اولاد تو ازدواج کا نتیجہ ہے اس میں اخلاقی حکم کا دخل کیوں ؟ اور پھر ازدواج مرد اور عورت کے تعلق کا نام ہے۔ اگر یہہ تعلق اخلاقی امر نہیں ہے تو یہہ حکم کیوں دیا گیا کہ تو زنا نہ کر ؟ پس یا تو یہہ دونوں حکم اخلاقی نہیں ہیں اور یا ازدواج اخلاقی امر ہے۔ اور پھر کثرت ازدواجی بھی مرد اور عورتوں کا تعلق ہے اور ایک قسم ازدواج ہی ہے تو وہ کیونکر اخلاقی امر نہ ہوا ؟ بحث صرف یہہ ہے کہ آیا وہ جائز اخلاق ہے یا بداخلاقی ہے۔ پھر زناکاری بھی مرد اور عورت کا تعلق ہے اور عارضی زوجیت کی صورت ہے اور اس میں بھی گرفت صرف یہہ ہے کہ آیا زناکاری جائز اخلاق ہے یا بداخلاقی ہے۔ پس خیال رہے کہ اگر مرد اور عورت کے بھلے یا برے تعلق اخلاقی تعلق نہ ہوتے تو زناکاری کی تمیز کرنا اور ماں باپ کی عزت کرانا فضول احکام ٹھہرتے۔ لہذا کثرت ازدواجی اگرچہ لوگوں کی اختیاری حرکت ہے مگر اخلاق کے دائرہ سے باہر نہیں ہے۔ زناکاری بھی تو ایک نفسانی سوشل عادت ہے تو کیا اس لئے وہ بداخلاقی نہیں ہے ؟ کثرت ازدواجی کا سراغ اخلاقی شرع میں مل گیا ہے ویسے ہی جیسے ازدواج اور زناکاری کا ملا ہوا تھا۔

دوسری بات جو مسٹر یوحنا خان نے لکھی ہے یہہ ہے کہ کثرت ازدواجی کے جواز یا غیر جواز پر آیا بائبل اپنا قطعی فیصلہ دیتی ہے کہ نہیں ؟ ہم اس کو اخلاقی گناہوں کے زمرہ میں داخل نہ کرنے کے لئے نہ صرف مجبور ہیں بلکہ کسی طو۔

ف نوٹ۔ اس بحث کے متعلق بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ اس کل مضمون کو شایع کرنے کے بعد ہم اس سلسلہ کی اشاعت کو بند کرینگے۔ کوئی صاحب اس کے اوپر زیادہ تر بحث کی تکلیف گوارہ نہ کرے۔ (ایڈیٹر)

لفظ گناہ کا اطلاق بھی اُس پر نہیں کر سکتے"۔ اس کے ثبوت میں داؤد وغیرہ کی کثرت ازدواج کو پیش کیا ہے جو خدا کے پسندیدہ بندے تھے۔ اور اس لئے کثرت ازدواج گناہ نہیں جس طور سے ہم کثرت ازدواج کو سوائے گناہ کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے وہ ماقبل بیان میں جتا دیا گیا ہے اور جس سبب آپ نے اسکو الگ کرنے کی تجویز نکالی تھی۔ اور اب بائبل کے فیصلہ اور داؤد وغیرہ کی کارروائیوں کا بھی اندازہ کیجئے

(۱) موسیٰ نے کثرت ازدواج کے جواز کے لئے کوئی حکم نہیں دیا کہ دو دو یا چار چار عورتیں کر لیا کرو۔ یہہ خرابی بنی اسرائیل نے خود ہی وارد کر لی تھی۔ اور موسیٰ نے اسکو روکنے کے لئے نہ صرف دباؤ ڈالے بلکہ ممانعت بھی کی تھی چنانچہ استثنا ۱۷: ۱۷ میں بادشاہوں کے لئے یہہ حکم ہے کہ "نہ وہ اپنے لئے بہت سی جوروان کرے تا نہ ہو کہ اس کا دل پھر جائے"۔ پھر دو یا زیادہ بہنوں سے ایک آن میں زوجیت منع کی گئی تھی"۔ اور تو کسی عورت کو اس کی بہن سمیت جورو مت کر تاکہ تو اس کی بھی برہنگی ظاہر کرے۔ پہلی کے جیتے جی کہ یہہ اُس کا جلانا ہے"۔ یہہ آیت ہمنے پہلے بھی پیش کی تھی اور اس کے معنے وہی ہیں جو مسٹر یوحنا خان نے لکھے ہیں لیکن آپکا یہہ کہنا عبث ہو گیا خداوند کریم کو یہاں اتنا کہنے کا اتفاق نہ تھا کہ یہ کثرت ازدواج ہے اور تم اُس میں مبتلا ہو ناگیونکہ اگرچہ لفظ کثرت ازدواج استعمال نہیں ہوا تاہم یہہ خاص قسم کی کثرت ازدواج تو تھی جسمیں بہنیں ہی ایک آن میں جوروان ہوں اور اس سے کم از کم اُس قسم کی جوروان کرنا ناجائز ٹھہرایا گیا جیسی یعقوب نے کی تھیں۔ باقی رہے اور لوگ جو ایک سے زیادہ جوروان رکھنے والے تھے استثنا ۲۱: ۱۵-۱۷۔ "اگر کسی مرد کی دو جوروان ہوں" وغیرہ۔ مگر یہہ خدا کی طرف سے کثرت ازدواج کے لئے کوئی حکم نہیں ہے صرف ایسی حالت سے طرح دی اور اس پر خاص دباؤ ڈالا ہے جو آیت ۱۷ میں مذکور ہے۔ لیکن اگر اس سے یہہ گمان کیا جائے کہ خدا نے منع نہیں کیا بلکہ لوگوں کے رواج یا عادت کو جائز کیا تو ایسا جواز اور حرکتوں کی نسبت بھی ماننا پڑیگا۔ مثلاً استثنا ۲۲: ۲۸ و ۲۹ میں ہے کہ اگر کوئی آدمی کنواری لڑکی کو پاوے جو کسی کی منگیتر نہ ہو اور اسے پکڑ کے اُس سے ہم بستر ہو اور وے پکڑے جائیں تو وہ مرد جو اس کے ساتھ ہم بستر ہوا لڑکی کے باپ کو پچاس مثقال روپا دے اور وہ اُسکی جورو ہووے کیونکہ اُس نے اسے رسوا کیا اور اُسے اپنی زندگی بھر طلاق نہ دے"۔ کیا اس سے اس قسم کی حرامکاری اور پھر نکاح کے رواج کا جواز قائم ہوگا؟ یعنے یہہ کہ خدا نے جائز کر دیا کہ جو لوگ اس طور سے اپنے نکاح کا بندوبست کر لیا کریں وہ روا ہوگا؟ لہذا ہم پھر بھی کہتے ہیں کہ خدا نے حکم نہیں دیا کہ دو جوروان کر لیا کرو بلکہ ایک مروج عادت کو روکنے کی تجویز کی کہ اس کے بارے میں وہ کام کرنے کا حکم دیا جو خاوندوں کو گران معلوم ہو۔ اس کے ساتھ یہہ بھی یاد رہے کہ لوگوں کے بڑے کاموں یا بڑے دستوروں سے خدا کا طرح دینا توریت سے خوب ظاہر ہے چنانچہ خدا نے نہ صرف غیر قوموں کی جہالت کی راہ سے طرح دی تھی (اعمال ۱۴: ۱۶ اور ۱۷: ۳۰) بلکہ بنی اسرائیل کے گناہوں کی بھی برداشت کی تھی۔ دیکھو زبور ۸۱: ۱۲ اور استثنا ۹: ۷-۲۷) اس طرح دینے یا برداشت کرنے سے وہ گناہ جائز کام نہیں ہو گئے تھے۔ یعقوب نے دو بہنوں سے شادی کی تھی مگر خدا نے اس وقت اُس کے اِس کام پر گرفت نہ کی بلکہ طرح دی تھی۔ لیکن اصل میں خدا کو پسند نہ تھا کیونکہ توریت میں اس رواج کو منع کیا (احبار ۱۸: ۱۸) ابراہام نے سیرہ سے جو اس کی سوتیلی بہن یعنے ابراہام کے باپ کی بیٹی تھی بیاہ کیا تھا (پیدائش ۲۰: ۱۲) لیکن توریت میں ایسے نکاح منع کئے گئے۔ (احبار ۲۰: ۱۷) یہی حال اُنکی کثرت ازدواج کا تھا۔ خدا نے اسکو بعض حالتوں میں صاف منع کیا اور بعض میں اسکی برداشت کی۔ لیکن یہہ برداشت اس کے جواز کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ بعد میں سلیمان اور ملاکی نے اس کو بھی منع کر دیا۔ چنانچہ سلیمان اگرچہ خود ایک ہزار جوروان اور لونڈیاں رکھ چکا تھا لیکن آخر اُس نے اِس حرکت کو بیوقوفی کی شرارت مانا اور جوانوں کو یوں تاکید کی کہ "تو اپنی جوانی کی جورو کے ساتھ خوش وقت رہ" (امثال ۵: ۱۸) اور بھی دیکھو واعظ ۹: ۹۔ جورو کا بدل اور کثرت دونوں منع کرتا ہے۔ پھر ملاکی جو عہد عتیق کا سب سے آخری نبی تھا بنی اسرائیل کی کثرت ازدواج اور طلاق کو خداوند کو غصہ دلانیوالی باتیں قرار دیکر ایک جورو کی اور وہ بھی پہلی جورو کی تاکید کرتا ہے اور اُسکی دلیل بھی دیتا ہے۔ "تس پر بھی تم کہتے ہو کہ سبب کیا ہے؟ سبب یہ ہے کہ خداوند تیرے اور تیری جوانی کی جورو کے درمیان گواہ ہوا کہ تو نے اُس سے بیوفائی کی ہے۔ تد بھی وہ تیری ساتھی اور تیرے عہد کی جورو ہے"۔ (خیال رہے کہ پہلی جورو کو ہی عہد کی جورو قرار دیا ہے باقی سب بیوفائی میں داخل ہیں) "اور کیا اُس نے ایک ہی کو نہ بنایا باوجودیکہ روح کا بقیہ اُس ہی کا رہا؟ اور کاہیکو ایک؟ تاکہ خدا ترس نسل پاوے۔ اِس لئے تم اپنی طبیعت سے خبردار ہو۔ (یعنے عیاشی کی طبیعت سے) اور کوئی اپنی جوانی کی جورو سے بے وفائی نہ کرے"۔ اِس میں واحد ازدواجی کی قطعی تاکید ہے۔ اِس فقرہ کو نگاہ رکھو کہ "کیا اُس نے ایک ہی کو نہ بنایا"؟ پس ہمارے نزدیک کثرت ازدواجی کے برخلاف عہد عتیق کا فیصلہ بالکل صاف ہے۔ عہد جدید کا فیصلہ ہم پہلے مضمون میں سنا چکے ہیں مگر اُسکی طرف مکرر رجوع کرنیکے پہلے بزرگوں کے نمونوں کو دیکھ لیں۔ باقی آیندہ

ڈورتھی ایل۔ ٹھاکرداس از لاہور

خبط قادیانی

جناب کے یہہ وجوہات کہ اناجیل کا ذخیرہ جو اب ملا ہے۔ الخ عرب میں کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اور عرب کے لوگ محض اُمی تھے بلکہ اہل نصاریٰ موجودہ عرب

بھی اپنے مذہب کی کوئی وسیع واقفیت نہیں رکھتے تھے) پایۂ صداقت سے بالکل گرے ہوئے ہیں خصوصاً جبکہ مصنف ینابیع الاسلام و تالیف القرآن نے دلائل قاطع و حوالہ جات تواریخی ثابت کر چکا ہے کہ بی بی خدیجہ خود ایک عالمہ عورت تھیں اور انکا بھائی ورقہ بن نوفل مصنف "الانجیل بالعربیۃ" وغیرہ وغیرہ ایک اعلیٰ درجہ کا محقق عالم و فاضل اور ماہر کتب مقدسہ اُن کے گھر میں ہی موجود تھا۔ جنکا ترکہ علمی بھی وراثتاً حضرت محمد صاحب کو ہی پہنچا تھا۔ اور سوائے ان کے اور بھی کثرت سے ایسے عیسائی اور یہودی لوگ موجود تھے جو عہد عتیق و جدید کے مسلمہ عالم تھے۔ اور اُن ہی لوگوں کے فیض صحبت سے مستفیض ہو کر آں حضرت نے قرآن تصنیف و تالیف فرمایا۔ تو پھر جناب کا یہ دو حرفہ فقرہ کسقدر لایعنی اور ردی ثابت ہوتا ہے۔ آپ کو مناسب تھا کہ سوچ سمجھکر اور اپنے الہامی دوست اور کیشی حواریان قادیاں سے مشورہ فرما کر اسی اعتراض کا معقول جواب تحریر کرتے۔ لیکن بجائے اس کے جناب نے وہی پرانا راگ الاپنا شروع کر دیا ہے۔ جو بار ہا مردود ثابت ہو چکا ہے۔

باقی رہا۔ بار ثبوت اس امر کا کہ آں حضرت محض اُمی تھے اور عربی سے بھی ناواقف تھے۔ سو اسکی نسبت مصنف تالیف القرآن صفحہ ۱۴۰ کتاب مذکور پر کافی سے زیادہ دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ آں حضرت پڑھے لکھے آدمی تھے دستخط خود کر سکتے تھے۔ اور بوجہ فطرتاً ذہین ہونے اور ارباب فضل و کمال سے صحبت رکھنے کے سنی سنائی باتیں یاد رکھکر خفیہ ان کو لکھ یا لکھوا بھی سکتے تھے۔ پس یہاں پر کچھ ضرور نہیں کہ ہم اس کا اعادہ کر کے فضول تضیع اوقات میں پڑیں۔ ہاں آپ پر واجب بلکہ فرض ہے کہ ٹھنڈی طبیعت کے ساتھ بروئے واقعات تواریخی یہ امر ثابت کریں کہ مصنفین ماسبق کی کوئی ایسی کتاب حضرت کے پاس موجود نہیں تھی جس سے آں حضرت ایسے مطالب اخذ کر سکتے اور جبکہ قریش صاف طور پر شور مچا رہے تھے کہ قرآن اساطیر الاولین ہے۔ تو اسکی تردید اسیوقت آں حضرت پر واجب تھی۔ جو بالکل نہیں کی گئی۔ اور نہ کر سکتے تھے۔ اور نہ آپ سوائے گالی گلوچ کے کسی تاریخی واقعہ یا معتبر ثبوت سے کر سکتے ہیں۔ (راقم نیو)

چینی لونڈی

سلسلہ کیلئے دیکھو ۲۰ جولائی کا پرچہ

"تم اُس سے گفتگو کر سکتی ہو"

"کس طرح"۔

"اُسکی روح گھر میں تختی میں ہے۔ اسکی روح قبر میں بھی ہے۔ تم ان دونوں جگہوں میں اسکی روح سے گفتگو کر سکتی ہو"

لڑکی نے جواب دیا "میں اپنی ماں کے لئے کچھ کرنا چاہتی ہوں تاکہ اُسکو معلوم ہو جاوے کہ میں اس کو پیار کرتی ہوں"

"تم ایسا کر سکتی ہو اور تمہیں کرنا بھی چاہئے۔ تمہیں چاہئے کہ ہر روز اسکی تختی کے آگے بخور جلاؤ اور اسکی روح کی پرستش کرو اور علاوہ ازیں ماتم کے دنوں میں اُسکی قبر پر جا کر ماتم بھی کرو۔ اور خوراک۔ خوشبو۔ کاغذ روپیہ اور چیزیں اسکو چڑھاؤ تاکہ وہ انہیں عالم ارواح میں استعمال کر سکے"۔

"کیا وہ چیزیں جو میں اُسکو چڑھاؤنگی اسے مل جاوینگی؟ کیا لوگ انکو چرا نہ لینگے"؟

"کچھ پرواہ نہیں اگر لوگ انکو چرا بھی لیں۔ وہ ان چیزوں کی روح کو نہیں چرا سکتے وہ اس کو مل جاویگی اس کو خوراک کپڑا اور اور چیزوں کی اس وقت تک ضرورت ہو گی جب تک کہ وہ عالم ارواح میں واقفیت پیدا کر کے اپنا گذارہ آپ ہی کر سکے"۔

"کیا اُسکی قبر پر کاغذ کی چیزوں کا چڑھانا ایسا ہی فائدہ مند ہو جیسا کہ حقیقی چیزوں کا"؟

"ہاں اگر تم وہی چیزیں چڑھاؤ جنہیں حقیقی چیزوں کی روح موجود ہے تو روحوں کو ان بہتر چیزوں کا علم بھی ہو گا لیکن میں اپنی پیاری ماں کو دھوکا دینا نہیں چاہتی میں اسکو اچھی چیزیں دینا چاہتی ہوں"

"ہمارے چینیوں کی نسبت کچھ پرواہ نہیں اگر انہیں روح حقیقی ہو۔ پوجاری کے منتر پڑھنے سے ہی انمیں حقیقی روح آجاتی ہے"۔

"آپ نے کہا میں اس کے ساتھ گفتگو کر سکتی ہوں میں کس طرح گفتگو کر سکتی ہوں۔ کیا وہ میری بات سنے گی"؟

"اس کی روح سے جو تختی میں ہے گفتگو کرو اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تم ٹھیک اس سے بات کر رہی ہو۔ وہ تمہاری تمام باتیں سنے گی"۔

راقم این۔ پی۔ ڈی ازلودیانہ

عام دلچسپی اور دیسی ریاستوں کی اصلاحیں - اس میں ہر ہفتہ لطیفہ - معمہ - پہیلیاں - غزل و نظم - حفظ صحت مفید طلباء - عالم نسواں - صنعت و حرفت زراعت و تجارت معلومات شمار و اعداد - سودیشی - نصائح - ریویوز و ریمارک سامعین اور ہم - ناظرین سے دو دو باتیں - آگرہ کے مشہور تاریخی عمارات کا حال معہ تصاویر ہر دو ہفتہ کی جنتری معہ دیگر ضروری حالات اور دنیا بھر کی تازہ بتازہ خبریں درج ہوتی ہیں - قیمت باوجود ان خوبیوں کے بھی صرف ؎ سالانہ معہ محصول ڈاک ہر خریدار کو (۴۰۰) صفحہ کے ناول یا ناٹک مفت نذر ہوں گے درخواست کے ہمراہ قیمت بذریعہ منی آرڈر یا وی پی کی اجازت آنی چاہیے اگر اخبار ناپسند ہوگا تو قیمت واپس کردی جائیگی - اگر نمونہ دیکھنا ہو تو ڈیڑھ آنے کے ٹکٹ بھیج دیجئے ؛

المشتہر

ایڈیٹر اخبار جاسوس آگرہ

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو دونوں اردو اور انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کی خاطر شایع ہوتا ہے اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے بشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی عملی استعانت کرے - نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں - سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دی جاتی ہے ؛

شرح چندہ حسب ذیل ہو

عوام سے　　عہ　　سالانہ

اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو　　ﻋﮧ　　"

اگر تنخواہ پچیس روپیہ سے کم ہو　　عہ　　سالانہ

" پندرہ روپیہ سے کم ہو　　۱۲ ؍　　"

ادنیٰ ترین نرخ ۱۲ آنہ سالانہ ہے

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے - درخواستیں ذیل کے پتہ پر ہونی چاہئیں ؛

المشتہر

پادری اے جی میگا ڈالوزہ یو پی (صوبجات)

پرسبٹیرین بیوگان و یتامیٰ کا فنڈ

یہ فنڈ ۱۸۴۲ء میں قایم ہوا ہے تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہیں - ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے ۱۰۵ بیوگان اور خاندانوں کو ۷۵ ہزار روپیہ سے زیادہ پنشن دی گئی ہے یہہ رقم اس کل رقم سے ۱۰ ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے - اس وقت اس فنڈ میں چالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے - اس فنڈ کا نرخ کمی اور اس قسم کے فنڈ سے بہہ ارزاں ہے - ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہے - مردوں کو پیرسالی میں مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور بچوں کو یتامی میں اس فنڈ سے پنشن ملتا ہے - صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجئے پراسپکٹس روانہ کیا جاتا ہے ؛

پادری واٹر جے کلارک صاحب ایم اے مینیجنگ ڈائرکٹر نولکھا - لاہور

ضرورت

چونکہ میں نے سینئر کیٹی کسٹ کے عہدہ سے استعفا دیکر اپنا تعلق

درکن متعلقہ چرچ مشنری سوسائٹی چھوڑ دیا ہے جس غیر مشن میں میری خدمت خداوند کے لئے مطلوب ہو بولا لیویں کہ مجھے کام کی ضرورت ہے - خط و کتابت پتہ ذیل پر ہو -

المشتہر

منشی میر عالم خان مسیحی سینٹ جانس کالج لاہور

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ؏ معہ ضمیمہ عہ

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک　　عہ　　ﻋﮧ

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی ؛

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	عہ	ہے	سے
چوتھائی کالم	ہے	سے	ﻋﮧ
نصف کالم	سے	ﻋﮧ	ﻋﮧ ؎
پورا کالم	ﻋﮧ	ﻋﮧ ؎	ﻋﮧ
پورا صفحہ	ﻋﮧ	ﻋﮧ	ﻋﮧ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ ؍ مابعد کے ارفی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؛

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں ؛

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ

" " " " " " " معہ محصول ﻋﮧ

" " آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ



ممیرے کا سرمہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

پانچ ہزار روپیہ انعام

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

پانچ ہزار روپیہ انعام

پانچ ہزار روپیہ انعام

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروالیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے بیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ خاص عام اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ ہو بہل بھر کے لئے کافی ہے دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ ۵ روپیہ اصلی سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے؟

بوجہ عدم گنجایش چند صاحبان کے صرف نام نامی معہ پتہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں کہ جنہوں نے تجربہ کرکے تحریر فرمایا ہے کہ اس سرمہ سے بہتر آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے یا حفاظت بینائی کے لئے اور کوئی سرمہ یا دوائی نہیں ہے:۔

جناب سری مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست منڈی کیرت جناب سری مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست گولیر جناب سری راجہ بیر بر مہاراجہ ہرکشن سنگھ صاحب بہادر رئیس کشن کوٹ جناب راؤ بہادر پرتاب سنگھ صاحب بہادر رئیس ریاست دریا بدودے پور جناب سری مہاراجہ کشن کمار صاحب بہادر تعلقہ دار سہسپور بلاری ضلع مراد آباد جناب مہاراج کنور چھتر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست مجھگاوں اودھ جناب مہاراجہ شتر وجیت پرتاب بہادر رسیا صاحب بہادر والئے ریاست تگوہی ضلع گورکھپور جناب ڈاکٹر برج لعل گھوش رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند جناب خانصاحب بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر ڈینٹری کالج لاہور جناب ڈی ایم بسا نگلے صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ انگلینڈ دار فرنیر جناب ڈاکٹر کاشی رام صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ میر ریاست نیپال ملک نیپال جناب ڈاکٹر سید محمد علی صاحب معالج خالص جناب معلے القاب جناب رانی صاحبہ کوچ بہار سی ایس آئی میڈیکل آفیسر ڈلینڈ علی پور کلکتہ جناب ڈاکٹر ولی احمد سول سرجن شفاخانہ دہار اشنبو علاقہ حیدر آباد دکن جناب سردار صالح محمد خان صاحب درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب والئے ترکستان جناب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والئے ریاست بہاولپور جناب ڈاکٹر لچھمن پرشاد صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ وانسپکٹر میڈیکل جنرل آگرہ جناب حافظ میاں خورشید محمد خان خلف نواب لیلین محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم بھوپال جناب پنڈت بالکشن صاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور جناب ڈاکٹر دلیپ سنگھ صاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ میو ضلع جہانسی جناب خان بہادر حکیم محمد بخش صاحب مقام ٹنڈہ الہ یار خان رسندھ جناب ارسطو زمان حکیم امام علی صاحب عرف پیر جی نبیرہ خواجہ غریب نواز اجمیر جناب مسٹر این گھوش صاحب بہادر بیرسٹر ایٹ لا ہائی کورٹ کلکتہ جناب ریورینڈ پادری ڈبلیو کیلف صاحب بہادر افواج فرید کوٹ جناب ڈاکٹر لعل خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ چھوٹا جھنڈواڑہ ضلع نرسنگھپور جناب ڈاکٹر سید حبلہ شاہ صاحب مقام عدن ملک عرب

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کی سندات میں سے جو قریب پچیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی غرض کے لئے ماہ مارچ ۱۹۰۸ء میں جمع کیا گیا ہے۔

پادری آرڈی ٹرلیسی صاحب ایڈیٹر و مینجر نور افشان کیواسطے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام دانی برادرس کے چھپا

